خود پڑھ کر دوسرے کو دیدیجئے

# داڑھی کی شرعی حیثیت

## اور اس کا

# اسلامی فلسفہ

از افادات اثر خامہ

سرتاج علماء مقتدائے حق مجاہد ملت شیخ الہند

مولانا سید حسین احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم

جس کو عموم افادہ و اصلاح عام

کے لئے

مشتاق دواخانہ یونانی مراد آباد یوپی نے طبع کراکر

مفت تقسیم کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ڈاڑھی کی شرعی حیثیت

## ڈاڑھی رکھنا دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے بیحد ضروری ہے

(از حضرت العلامہ امیر الہند مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب مدظلہ)

ماخوذ از اخبار استقلال دہلی نمبر

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۹ء

حضرت امیر الہند مدظلہ کے پاس میرٹھ کالج کے ایک طالب علم نے حسب ذیل مکتوب روانہ کیا جس کا جواب امیر الہند حضرت مولنا سید حسین احمد صاحب مدظلہ نے حسب ذیل دیا ہے:۔

جناب مولانا صاحب سلامت:۔

آداب کے بعد عرض ہے کہ میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اپنے کثیر مشاغل کے باوجود مجھ پر کرم فرما کر جواب سے نوازیں گے۔ میں میرٹھ کالج میں پڑھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ شریعت حقہ کی پابندی کروں

ان ہی شرعی پابندیوں میں سے ڈاڑھی ہے جو الحمد للہ کہ میں ابھی تک رکھے ہوئے ہوں۔ مگر مولانا صاحب میں داڑھی رکھ کر سخت پریشان ہو گیا ہوں کیونکہ کالج کی فضا میں داڑھی رکھنا گویا کہ سب احباب کے مذاق اور طعنہائے دلخراش مول لینا ہے۔ احباب کہتے ہیں کہ (۱) داڑھی سے آدمی بُرا اور جنگلی معلوم ہوتا ہے (۲) گو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی تھی مگر چونکہ اُس وقت عرب میں رواج تھا اسلئے رکھی تھی مگر اب رواج نہیں اسلئے کوئی ضروری چیز نہیں (۳) آجکل مقابلہ کے امتحانات میں داڑھی کی وجہ سے ناکامیابی ہوتی ہے اس لئے کہ ممتحن یہ سمجھتا ہے کہ اسکی عمر زیادہ ہے یا یہ کہ اولڈ فیشن کا آدمی ہے۔ بہرحال یہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان معترضین سے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی کافی نہیں ہوتا اس لئے آپ کی طرف رجوع کیا کہ آپ دین و دنیا کے ماہر ہیں آپ داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی حکمتیں بتلائیں تاکہ میں اوروں کو بھی تبلا سکوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہاں مسنون ہے مگر اب ضروری نہیں اس لئے بھی آپ کے فتوے کا منتظر ہوں اور اسی پر عمل کروں گا فقط ——— میرٹھ کالج کا ایک طالب علم

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا میں نہایت ہی عدیم الفرصت ہوں پھر اُس پر

طرح یہ ہوا کہ بعض بیماریوں میں مبتلا ہو گیا آج کچھ طبیعت سنبھلی ہوئی ہو تو مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں مگر مقصد پیش کرنے سے قبل ایک ضروری تمہید پر آنجناب غور فرمالیں :-

(الف) ہر نظام سلطنت میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفورم مقرر ہی۔ پولیس کا یونیفورم اور ہی۔ فوج کا اور ہی۔ سوار کا اور ہی پیادہ کا اور ہی۔ بری فوج کا اور ہی بحری فوج کا اور ہے ڈاکخانہ کا اور ہی ریلوے کا اور۔ پھر افسروں کا اور ہی ماتحتوں کا اور پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفورم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہی۔ خاص پادشاہی فوجیوں کا اور ہی یونیفورم ہے۔ ندمار اور وزرا مقربین کا اور۔ یہ حال تو صرف ایک ہی سلطنت کا ہی کہ اس کے مختلف شعبوں میں علیحدہ علیحدہ یونیفورم رکھا جاتا ہی اور جس طرح ڈیوٹی دینے والا بغیر یونیفورم مجرم قرار دیا جاتا ہی اسی طرح اگر کوئی دوسرے شعبہ کا یونیفورم پہنکر آجائے اور افسروں کو اطلاع ہو جائے تو وہ بھی اسی طرح یا اس سے زیادہ مجرم قرار دیا جاتا ہے جس طرح بغیر یونیفورم کے آنیوالا ملازم مجرم قرار دیا جاتا ہے اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہی۔ اسی طرح اقوام و ملل میں بھی ہمیشہ اس کا لحاظ رکھا جاتا ہی۔ اگر آپ تفحص کریں گے تو انگلینڈ۔ فرانس۔ جرمنی

اٹلی۔ اسٹریا۔ امریکہ وغیرہ وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے اپنے نشانات جھنڈے یونیفورم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں واقف کار شخص ہر ایک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز کرسکے گا۔ اور اسی سے میادین جنگ اور ملکی وسیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفورم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت وقائع پیش آجاتے ہیں۔ کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے کوئی توہین کر دیجئے کہیں سے اکھاڑ دیجئے۔ دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہوجاتی ہے یہ یونیفورم صرف لباس ہی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی جسم میں بھی بعض بعض علامتیں رکھی جاتی ہیں بعض قوموں میں ہاتھ میں یا جسم میں کوئی گودنا گودا جاتا ہے بعض میں کان یا ناک چھید کر کے حلقہ ڈالا جاتا ہے۔ بعض میں بال باقی رکھے جاتے ہیں بعض میں سر پر چوٹی رکھی جاتی ہے۔ الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہائے مختلفہ اور اقوام وحکومات اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے۔ اگر یہ نہو تو کوئی محکمہ اور کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسری سے تمیز نہو سکی ہم کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہیں یا ملکی، پولیس ہے یا ڈاکیہ۔ ریلوے کا ملازم ہے یا بحری جہازوں کا افسر ہے یا ماتحت جرنیل ہے یا میجر، اسی طرح ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ یہ شخص روسی ہے یا فرانسیسی۔ امریکن ہے یا آسٹرین

وغیرہ وغیرہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری سمجھا گیا ہے
(ب) جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہی وہ بہت جلد
دوسری قوموں میں منجذب ہو گئی حتیٰ کہ اُس کا نام ونشان تک بھی باقی
نہ رہا۔ اسی ہندوستان میں یونانی آئے سنتھیں آئے افغان آئے۔ آریہ آئے۔
تاتاری آئے، ترک آئے، مصری اور سوڈانی آئے، مگر مسلمانوں سے پہلے جو
قومیں بھی آئیں آج ان میں سے کیا کوئی ملت یا قوم ممیز ہے۔ کیا کسی کی بھی ہستی
علیحدہ بتلائی جا سکتی ہے سب کے سب ہندو قوم میں منجذب ہو گئے۔ وجہ صرف یہ
تھی کہ انھوں نے اکثریت کے یونیفارم کو اختیار کر لیا، دھوتی، چوٹی، ساڑھی
رسم ورواج وغیرہ میں انہیں کے تابع ہو گئے اس لئے ان کی ہستی مٹ گئی
باوجود اختلاف عقائد سب کو ہندو قوم کہا جاتا ہے اور کسی کی قومی ہستی جس سے
اس کی امتیازی شان ہو باقی نہیں۔ ہاں جن قوموں نے امتیازی یونیفارم
قائم رکھا وہ آج اپنی قومیت اور ملیت کا تحفظ اور امتیاز رکھتے ہیں۔ پرشین
قوم ہندوستان میں آئی ہندو قوم اور راجاؤں نے ان کو ہضم کرنا چاہا۔
عورتوں کا یونیفارم بدلوا دیا معیشت اور زبان بدلوا دی مگر مردوں کی
ٹوپی نہ بدلی گئی۔ بالآخر آج وہ زندہ قوم اور موجود ممتاز ملت ہیں سکھوں
نے اپنی امتیازی وردی قائم کی، سر اور داڑھی کے بال کو محفوظ رکھا۔ آج

ان کی قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے انگریز سولھویں صدی کے آخر میں آیا تقریباً ڈھائی سو برس گذر گئے ہیں نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم ، کوٹ پتلون، ہیٹ، کالر نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو پینتیس کروڑ والا ملک اپنے میں ضم نہ کرسکا اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے اس کی ہستی دنیا میں قابل تسلیم ہے مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایکہزار برس سے زائد ہوتا ہے کہ جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کرۂ زمین پر نظر نہیں آتا مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنانا چاہا چند ہزار تھے اور چند کروڑ بن گئے صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ ، کرتہ ، جبا ، قبا ، عمامہ ، دستار محفوظ رکھا بلکہ مذہب اسمار رجال و نساء ، تہذیب و کلچر ، رسم و رواج ، زبان و عمارت وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم ہے اور جبتک اسکی مراعات رکھیں گے ، رہیں گے ۔ اور جب چھوڑیں گے مٹ جائینگے آج ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے تو اس کی کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم

اُس کا کلچر، اُس کا مذہب اس کی زبان دوسروں پر غالب ... اور دوسرے ممالک و اقوام میں پھیل جائے آریہ قوم کی تاریخ پڑھو، فارسیوں کے کارنامے دیکھو۔ کلدانیوں اور عبرانیوں کی تاریخ مطالعہ کرو۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے انقلابات کو غور سے دیکھو، دُور کیوں جاتے ہو عربوں اور مسلمانوں کے اولوالعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں زبان عربی صرف ملک عرب کی زبان تھی۔ عراق۔ سیریہ۔ فلسطین۔ مصر۔ سوڈان۔ الجیریا۔ ٹیونس۔ مراکش۔ فارس صحرا۔ لیبیا۔ سینگال۔ حرت وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی زبان سے آشنا تھا نہ مذہب اسلام سے نہ اسلامی رسم و رواج سے مگر عربوں نے ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان۔ اپنا کلچر، اپنی تہذیب جاری کردی کہ وہاں کے غیر مسلم اقوام آج بھی اسلامی یونیفارم اسی کلچر اسی تہذیب، اسی زبان کو اپنی چیزیں سمجھتے ہیں اسرائیلی قومیں، کلدانی نسلیں، عبرانی خاندان ترکی براوریں، بڑی بڑی ذاتیں وغیرہ وغیرہ ان دیار میں سب کی سب منہضم ہوگئیں ہیں۔ اگر کسی کو اپنی ذات اور خاندان کا کچھ علم بھی ہے تو یہ بھی خیال خواب ہے سب کے سب اپنے کو عرب ہی سمجھتے ہیں اور عربیت ہی کے دعویدار ہیں۔ انگلستان کو دیکھئے یہ اپنے جزیرہ سے نکلتا ہی کینیڈا۔ آسٹریلیا، امریکہ، نیوزیلینڈ۔ کیپ ٹاؤن، ساوتھ۔ افریقہ وغیرہ وغیرہ میں پوری جد وجہد کرکے اپنی زبان اپنا کلچر، اپنی تہذیب اپنا مذہب اپنا

لباس وغیرہ پھیلا دیتا ہے جو لوگ اس کے مذہب میں داخل بھی نہیں ہوتے وہ بھی اس کی تہذیب اور فیشن وغیرہ میں منجذب ہو جاتے ہیں اور یہی حال ہندوستان میں روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ ہندو قوم اسی سیلاب کو دیکھ کر اپنی وہ مردہ زبان سنسکرت جس کو تاریخ کسی طرح عام زبان ہندوستان یا کم از کم آریہ نسل کی نہیں بتا سکتی آج اس کی اشاعت کی پرزور کوشش کر رہی ہے۔ اس کا لیکچرار کھڑا ہوتا ہے اور فیصدی پچاس یا اس سے زائد الفاظ سنسکرت کے ٹھونس کر اپنی تقریر کو ناقابل فہم بنا دیتا ہے خود اس کی قوم ان الفاظ کو نہیں سمجھ سکتی اور بالخصوص اس کا مذہبی واعظ تو تقریباً اننی نوے فیصدی الفاظ سنسکرت اور بھاشا کے بولتا ہے مگر بات یہ ہے کہ اس کی قوم اس کو بنظر استحسان ہی دیکھتی ہے بڑے بڑے گروکل اور ودیا پیٹھ اس زبان مردہ کو زندہ کرنے کے لئے جاری کئے جا رہے ہیں حالانکہ روئے زمین پر کوئی قوم یا ملک اس زبان کا بولنے والا موجود نہیں ہے اور غالباً پہلے کسی زمانے میں بھی یہ زبان عام پبلک زبان نہ تھی وہ انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ تمام ہندوستان میں اسی کے قدیمی رسم خط کو جاری کیا جائے حالانکہ وہ نہایت ناقص رسم خط ہے وہ اپنی انتہائی کوشش کر رہا ہے کہ دھوتیا بندھنا نہ چھوڑے۔ اس کا ایم۔ ایل۔ سی۔ ایم۔ ایل۔ اے اسمبلی کا پریسیڈنٹ کونسل کا پریسیڈنٹ اس کی قوم کا جج۔ ڈپٹی۔ کلکٹر وغیرہ وغیرہ دھوتی باندھ کر، سر کھول کر قمیص پہنکر بر سر اجلاس

آتا ہے حالانکہ دھوتی میں پاجامے سے بدرجہا زیادہ کپڑا خرچ ہوتا ہے. پردہ بھی پورا نہیں ہوتا سردی اور گرمی سے بھی پوری حفاظت نہیں ہوتی. باوجود ان سب امور کے پاجامہ پہننا اختیار نہیں کرتا. چوٹی سر پر رکھنا. جنیو لگانا ضروری سمجھتا ہے. یہ کیا چیزیں ہیں؟ کیا یہ قومی شعار قومی یونیفارم نہیں ہے؟ کیا اسی طرح سے وہ اپنی ہستی کی صورت نہیں نکال رہا ہے؟ گرو نانک اور اس کے اتباع نے چاہا کہ اپنے تابعداروں کی مستقل ہستی قائم کریں تو بالوں کا منڈانا۔ داڑھی کا کتروانا یا منڈوانا، لوہے کے کڑے کا پہننا، کرپان کا رکھنا قومی یونیفارم بنا دیا آج اس شعار پر سکھ قوم مری جاتی ہے. اس گرم ملک میں طرح طرح کی تکالیف سہتی ہے مگر بالوں کا کتروانا یا منڈانا قبول نہیں کرتی. اگر وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تو دنیا سے اس کی امتیازی ہستی اور قومی موجودیت فنا کے گھاٹ اتر جائے گی

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں، تہذیب و کلچر میں، بود و باش میں زبان اور عمل میں قائم کرلے اس لئے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد اخلاق اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیاویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہوا ان کے لئے جان لڑا دے. اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم

خداوندی تابعداروں اور الٰہی بندوں کی یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے متمیز اور علیحدہ ہوجائے اور ان کی بنا پر باغیان اور بندگان بارگاہ الوہیت میں تمیز ہوا کرے۔ چنانچہ یہی راز مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آجاتا ہے اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمایا کہیں فرمایا جاتا ہے (ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنے سے ہوتا ہے "فرق ما بیننا و بین المشرکینَ العمائم علی القلانس" اوکما قال۔ اسی بنا پر مخالفت اہل کتاب مانگ نکالنے میں اختیار کی گئی اسی بنا پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنے کھولنے کا حکم دیا تاکہ اہل تکبّر سے تمیز ہو جائے اسی طرح بہت سے احکام اسلام میں پائے جاتے ہیں جن کے بیان میں بہت طول ہے اور جن میں یہودیوں سے، نصاریٰ سے، مجوسیوں سے، مشرکوں سے، امتیاز اور علیحدگی کا حکم کیا گیا ہے اور ان امور کو ذریعہ امتیاز بنایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں اور مردوں کو عورتوں سے علیحدہ علیحدہ یونیفارم میں دیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور عورتوں کے یونیفارم میں رہنے والے مرد اور مردوں کے یونیفارم میں رہنے والی عورت کو لعنت کی گئی انہیں امور میں سے عربی میں خطبہ جاری کرنا بھی ہے اور انہیں امور میں سے مونچھ کا منڈانا اور کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے :-

(۱) صحیح بخاری اور مسلم میں ہے "خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللِّحَی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ" جلد ۲ صفحہ ۸۷۵ بخاری۔ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحَی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ مسلم مَنْ لَمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا (احمد - ترمذی - نسائی) ؎

ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوس داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج عیسائی اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امر ان کے مخصوص یونیفارم میں داخل تھا بنابریں ضروری تھا۔ کہ مسلمانوں کو دوسرے یونیفارم کا جو کہ ان کے یونیفارم کیخلاف ہو حکم کیا جائے نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا داڑھی بڑھانے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ عمل اس زمانہ میں عرب کے اُس رواج کی وجہ سے ہے جو کہ اس میں جاری تھا کہ داڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے۔ غلط ہے بلکہ اس زمانہ میں بھی مخالفین اسلام کا یہ شعار تھا:۔

جسطرح اس قسم کی روایات مذکورۂ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا اس لئے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو اسی طرح حدیث "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ الخ" ابو داؤد صفحہ ۸ وغیرہ" بتلا رہی ہے کہ بارگاہ خداوندی کے خاص خاص مقربین اور ندیموں (انبیاء اور مرسلین علیہم السلام) کے یونیفارم میں سے

موچھوں کو کترانا اور ڈارھی کا بڑھانا ہے کیونکہ فطرت انہیں امور کو اس جگہ میں کہا گیا ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کے شعار میں سے تھے جیسا کہ بعض روایتوں میں بجائے لفظ فطرت کے (من سنن المرسلین) یا اس کا ہم معنی موجود ہے

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ ایک خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقربان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں (جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑنیوالی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں اس لئے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

(۲) علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضائے فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت، سیرت، فیشن کلچر، وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہ ہی رہا ہے اور یہ ہی ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے۔

واقعات کو دیکھئے۔ اس بناپر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی متنفر ہونا چاہئے خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو۔ خواہ وہ فرنچ ہو یا امریکن خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو

یا بدن سے خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب و عادات سے ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور بری۔

بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی اور شعار ہو جائیں اس لئے ہماری جدّ و جہد اس میں ہونی چاہئے کہ ہم غلامان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کرزن و ہارڈنگ، فرانس و امریکہ وغیرہ باقی رہا امتحان مقابلہ یا ملازمتیں یا ایک آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ تو یہ نہایت کمزور امر ہے۔ سکھ امتحان مقابلہ بھی دیتے ہیں چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں اپنی وردی پر مضبوطی سے قائم ہیں کوئی ان کو ٹیڑھی اور بینگی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے غرا رہے ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں بھی بکثرت ایسے افراد اور خاندان پائے جاتے ہیں مٹیں کی ڈاڑھی کو دیکھئے اور برہمو سماج وغیرہ کے بہت سے بنگالیوں اور گجراتیوں کا معائنہ کیجئے یہ سب باتیں ہماری کمزوریوں کی ہیں۔

یونانی دواؤں کا معتبر اور قابل اعتماد کارخانہ

مشتاق دواخانہ یونانی
مراد آباد

جسکی خالص دوائیں تندرستی کی ضامن ہیں

# روغن مقوی دماغ

یہ تیل امراض دماغی نزلہ۔ زکام بیخوابی۔ کمزوری دماغ۔ بالوں کی سیاہی اوران کی چمک کیلئے اکثر ثابت ہوا ہی یہ تیل خالص روغن بادام۔ روغن کدو۔ روغن کاہو سے تیار کیا جاتا ہے۔ دماغی محنت کرنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہی بڑی محنت اور جانفشانی سے خاص اہتمام کیساتھ تیار کیا جاتا ہے:۔

قیمت فی شیشی ۱۰ر خورد شیشی ۵ر

مینیجر مشتاق دواخانہ یونانی دربیہ پان مراد آباد

# شربت صحت افزا

رجسٹرڈ

میسحائی اثر مجھ میں وہ فرحت بخش شربت ہیں
جوانوں کے لئے راحت ضعیفوں کی میں طاقت ہوں

نہیں ہے صرف رنگ خوش ہی مرغوب نظر میرا
دلوں میں تازگی پیدا کرے فوراً اثر میرا

نہیں وہ چیز ہوں میں جس کے پینے سے فتور آئے
مزے اک جام سے دل میں سرور آنکھوں میں نور آئے

سرور اتنا اڑا دوں غم کدوں سے غم کی طغیانی
مقابل میں مرے ہو دختر رز شرم سے پانی

اڑے رنگ رخ لالہ مری رنگت اگر دیکھے
پریشاں بوئے گل ہو دلربا نکہت اگر دیکھے

یہ شربت موسم گرما کا ایک بے نظیر تحفہ ہے۔ مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سب کیلئے یکساں مفید ہے تر و تازہ میووں اور خوشبودار پھولوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ نہایت خوش رنگ، خوشبودار اور خوش ذائقہ ہے قلب کو قوت و فرحت بخشتا ہے لوؤں کے ضرر سے محفوظ رکھتا ہے۔ جگر اور معدہ کی گرمی اور پیاس کو تسکین دیتا ہے وحشت اور گھبراہٹ کو زائل کرتا ہے۔ بخاروں میں استعمال کرنے سے خون اور صفرا کی تیزی کو توڑتا ہے۔ پیاس قے۔ اور متلی کو دور کرتا ہے ان تمام فوائد کے باوجود خون صاف بھی کرتا ہے۔

## ترکیب استعمال

چار تولہ شربت پانی میں ملا کر برف سے ٹھنڈا کر کے پیئیں قیمت فی بوتل ~~ایک روپیہ~~ بارہ آنے

مینیجر مشتاق دواخانہ یونانی دریبہ پان مراد آباد

(مطبوعہ جمال پرنٹنگ ورکس دہلی)